



# امریکی صدر بارک اوباما

## کے افتتاحی خطاب کے اقتباسات

جنوری ۲۰، ۲۰۰۹  
واشنگٹن ڈی سی

### میرے عزیز ہم وطنو!

میں (قوم کو) درپیش امور کے پیش نظر عاجزانه طور پر آج یہاں کھڑا ہوں۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھ پر بھروسہ کیا اور میں اپنے آپ کو آج اجداد کی وہی گئی قربانیوں کو بھی جانتا ہوں۔ میں صدر بننے کا اپنی قوم کے لئے خدمات پر اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی کشادہ دلی اور تعاون پر مشکور ہوں جس کا انہوں نے جمہوری دور کے دوران مظاہرہ کیا۔

اب تک ۱۳۴ امریکی صدارتی حلف اٹھائے گئے ہیں۔ یہ الفاظ خوش حالی کی ابھرتی لہروں کے دوران بھی ادا کئے گئے اور امن کے پرسکون دھاروں پر بھی ادا کئے گئے۔ تاہم اکثر بارحلف گھرے ہوئے بادلوں اور شدید طوفانوں میں اٹھایا گیا۔ ان لحاظ میں امریکہ جاری و ساری رہا، لیکن اعلیٰ عہد سے پرستمن افراد کی مہارت یا سوچ کی بدولت نہیں، بلکہ اس لئے کہ ہم لوگ اپنے اسلاف کے آدرشوں سے پیوستہ رہے اور اپنی بنیادی دستاویزات سے قطعاً رہے۔

ایسا ہوتا رہا ہے۔ اس لئے امریکیوں کی یہ نسل بھی ایسا کرے گی۔ یہ کہ ہم بحران میں گھرے ہوئے ہیں اب ہم اچھی طرح جان چکے ہیں۔ ہماری قوم تشدد اور نفرت کے ایک وسیع نیٹ ورک کے ساتھ حالت جنگ میں ہے۔ ہماری معیشت کچھ عناصر کے لالچ اور غیر ذمہ دارانہ رویے کے سبب بری طرح کمزور ہو چکی ہے، بلکہ یہ ہماری سخت فیصلوں اور قوم کو نئے زمانہ کے مطابق ڈھالنے میں ہماری اجتماعی ناکامی کا بھی خیمہ زہ ہے۔ گھر چھن چکے ہیں، روزگار ختم کر دیے گئے ہیں اور کاروبار بند ہو گئے ہیں۔ ہماری طبی سہولتیں خاصی مہنگی ہیں۔ ہمارے اسکول بھی ناکام ہوئے ہیں اور برآنے والوں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جس طرح ہم توانائی کا استعمال کرتے ہیں اس سے ہمارے دشمن طاقت پکڑتے ہیں اور ہمارے کردہ ارض کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔



آج میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ ہمیں جو مسائل درپیش ہیں وہ حقیقی ہیں۔ وہ سنگین ہیں اور متعدد ہیں۔ ان پر آسانی سے یا مختصر عرصہ میں قابو نہیں پایا جاسکتا۔ لیکن امریکہ یہ بات جان لے کہ ان مسائل سے نمٹنا جائے گا۔

آج کے دن ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ ہم نے خوف کے مقابلے میں امید کا انتخاب کیا ہے، تنازعہ اور نا اتفاقی پر متعین مقصد کو چننا ہے۔

آج کے دن ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ہم فروغی شکوے ڈور کریں، جھوٹے وعدوں، باہمی الزام تراشیوں اور فرسودہ نظریات کو ختم کریں جنہوں نے ہماری سیاست کو ایک عرصہ سے جکڑ رکھا ہے۔

ہم ایک نئی قوم رہے ہیں، لیکن مقدس کتاب کے الفاظ میں، میں یہ کہوں گا کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم بچکانہ حرکتیں چھوڑیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی برداشت کرنے والی روح کو تازہ کریں، اپنی بہتر

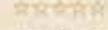
تاریخ کا انتخاب کریں تاکہ اس قیمتی تحفہ آگے لے جائیں اور اس اعلیٰ نظریہ کو اعلیٰ نسلوں کو منتقل کریں کہ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ سب برابر ہیں، سب آزاد ہیں اور تمام انسان اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں تمام خوشیاں حاصل کرنے کا موقع ملے۔

اپنی قوم کی عظمت کی توثیق کرتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عظمت تحفہ ہمیں نہیں ملتی۔ اسے حاصل کرنا پڑتا ہے۔ ہمارا سفر کبھی مختصر راستوں پر گامزن نہیں رہا نہ ہی ہم کم تر درجہ پر سمجھوتہ کرتے ہیں۔ یہ کمزور دلوں کا، ان کا جو کام پر فراغت کو ترجیح دیتے ہیں یا جو صرف دولت اور شہرت کے بھوکے ہوتے ہیں، کبھی راستہ نہیں رہا۔ بلکہ یہ ان لوگوں کی راہ ہے جو خطرات مول لیتے ہیں، جو کام سرانجام دیتے ہیں، جو چیزیں تیار کرتے ہیں۔ ان میں سے بعضوں کو شہرت ملی لیکن ان میں سے اکثر مردوزن اپنے کاموں کے دھندلوں میں گھومے، جن کی بدولت ہم طویل اور دشوار گزار راہ سے ہوتے ہوئے خوش حالی اور آزادی کی منزل پر پہنچتے ہیں۔

ہمارے لئے، انہوں نے اپنی مختصر پونجی اٹھائی اور ایک نئی دنیا کی تلاش میں سمندروں کی منزلیں طے کیں۔ ہمارے لئے، انہوں نے کارخانوں میں محنت کی اور مغرب میں بس گئے، کوڑے کھائے اور سنگلاخ زمینوں پر مل چلائے۔

ہمارے لئے، انہوں نے نکلورڈ، گینٹس برگ، نارمنڈی اور کسے سان جیسے مقامات پر جنگ کی اور مارے گئے۔ بارہا ان مردوں اور عورتوں نے جدوجہد کی قربانیاں دیں اور اتنی مشقت کی کہ ان کے ہاتھ کھر درے ہو گئے تاکہ ہم ایک بہتر زندگی گزار سکیں۔ انہوں نے ایک ایسے عظیم امریکہ کا تصور کیا تھا جو ہماری انفرادی تمناؤں سے بڑا تھا، جو پیدائش یا دولت یا گروہی اختلافات سے برتر تھا۔

یہ وہ سفر ہے جو ہم آج بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہم کردہ ارض پر سب سے خوش حال اور طاقت ور ترین قوم رہے ہیں۔ ہمارے محنت کشوں کی پیداواری صلاحیت کم نہیں ہوئی تھی جب یہ بحران شروع ہوا۔ ہمارے ذہن کم چلتی نہیں ہوئے، ہماری اشیاء اور خدمات کی طلب کم نہیں ہوئی۔ گزشتہ پچھتے یا گزشتہ مہینے یا گزشتہ سال تھی۔ ہماری صلاحیتیں برقرار ہیں۔ لیکن ہماری ہٹ دھرمی، مفاد پرستی اور ناپسندیدہ فیصلوں کو ٹالنے کا دور یقیناً گزر چکا ہے۔ آج سے شروع کرتے ہوئے ہمیں خود کو اٹھانا ہوگا، اور گردن جھکا کر اور امریکہ کو از سر نو بنانے کے لئے کام کرنا ہوگا۔



جہاں تک ہمارے دفاع کا تعلق ہے تو ہم اپنی حفاظت اور اپنے تصورات کے مابین انتخاب کو غلط قرار دے کر مسترد کرتے ہیں۔ ہمارے بانیان نے ایسے خطرات کا سامنا کیا جن کا ہمارے لئے تصور بھی محال ہے۔ انہوں نے ایک بیوقوفانہ تحریک یا تاکا قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کو یقینی بنایا جائے۔ اس بیوقوفانہ کوئی نسلوں کے خون سے سینچا گیا ہے۔ یہ تصورات اب بھی دنیا کی رہنمائی کرتے ہیں اور ہم

انہیں مصلحت پر قربان نہیں کریں گے۔ اسی طرح وہ تمام قومیں اور حکومتیں جو آج دیکھ رہی ہیں، دنیا کے بڑے بڑے دارالحکومتوں سے لے کر اس چھوٹے سے گاؤں تک جہاں میرے والد پیدا ہوئے تھے جان لیں کہ امریکہ ہر قوم، ہر آدمی، ہر عورت اور بچے کا دوست ہے جو امن اور عزت کے مستقبل کے خواہاں ہیں اور ہم ایک بار پھر رہنمائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

یاد کریں کہ گزشتہ نسلوں نے فرسٹاٹ اور اشتراکیت کو جھکا دیا میزائلوں اور میٹیکوں سے نہیں بلکہ مضبوط اتحادوں اور اولوالعزم اہلکاران کی بدولت۔ وہ سمجھتے تھے کہ محض ہماری طاقت ہمیں محفوظ نہیں رکھ سکتی اور نہ ہی یہ ہمیں یہ حق دیتی ہے کہ ہم جو چاہیں کرتے پھریں۔ بلکہ وہ جانتے تھے کہ ہماری طاقت اس کے دانشمندانہ استعمال سے بڑھتی ہے۔ ہماری سلامتی کا ماخذ ہمارا جائز نصب العین ہے، ہماری مثال کی طاقت ہے اور انکساری اور مضبوطی کی مستقل خوبیاں ہیں۔

ہم اس ورثہ کے رکھوالے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں ہم ایک بار پھر نئے خطرات کا مقابلہ کر سکتے ہیں جو زیادہ کوششوں اور قوموں کے درمیان پہلے سے بڑھ کر تعاون اور مفاہمت کے متقاضی ہیں۔ ہم عراق کو اس کے عوام پر ذمہ دارانہ انداز میں چھوڑنے اور افغانستان میں بڑی مشکل سے قائم کئے گئے امن کو محکم بنا کر آغا کر سکیں گے۔ اپنے دیرینہ دوستوں اور سابق دشمنوں کے ساتھ ہم مل کر انتھک کوشش کریں گے کہ ایٹمی خطرہ کو کم کیا جائے اور کردہ ارض پر بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے بھوت کو بھگا یا جائے۔ ہم اپنے طرز زندگی پر معذرت خواہ نہیں ہوں گے اور نہ ہی ہم اس کے دفاع میں محنت لیں گے اور جو افراد و ہشت زدہ کر کے اور معصوم لوگوں کو قتل کر کے اپنے مقاصد کا حصول چاہتے ہیں، ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ہماری روح مضبوط تر ہے اور اسے توڑ نہیں جاسکتا۔ آپ ہم سے زیادہ نہیں جی سکتے اور ہم آپ کو شکست دیں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارا گونا گوں ورثہ ایک طاقت ہے، کوئی کمزوری نہیں ہے۔ ہم مسیحیوں، مسلمانوں، یہودیوں اور ہندوؤں اور لادین لوگوں پر مشتمل ایک قوم ہیں۔ ہماری تشکیل میں ہر زبان اور ثقافت مضمر ہے اور ہم نے اس زمین کے ہر گوشہ سے استفادہ کیا ہے اور چونکہ ہم نے خانہ جنگی اور نسلی تفریق کی تلخی کو بھی جھٹکنا ہے اور اس تاریک دور سے مضبوط تر اور زیادہ متحد ہو کر ابھرے ہیں۔



### یوم جمہوریہ پر ہندوستان کو صدر اوباما کا پیغام

عوام، اور امریکہ اور دنیا بھر میں ہمیں ہندوستانی (جنوری ۲۶ کو یوم جمہوریہ کی تقریبات منارہے ہندوستانی میں ہندوستانی عوام کو امریکی عوام کی جانب سے گرم جوش مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہم مشترکہ طور پر جمہوریت، آزادی، بحیثیت اور مذہبی رواداری میں اپنے مشترکہ یقین کا جشن منارہے ہیں۔

دونوں ممالک نے انسانی جدوجہد کے ہر شعبہ میں ایک متحرک شراکت داری قائم کی ہے، جو وسیع تر بنیادوں پر تعمیر کی گئی ہے۔ تیز رفتاری سے ہندوستانی اور امریکی دونوں قوموں کو فائدہ پہنچانے کی کینڈو دونوں ممالک کے سائنسدان مشترکہ طور پر بائیو ٹیکنالوجی، خلائی سفر اور دیگر شعبوں میں شراکت داری کر رہے ہیں۔ ہمارے معاشرے کو ترقی دینے کیلئے صنعت کار خوشحالی پیدا کر سکیں گے، ماہرین تعلیم ہماری آئندہ نسلوں کے مستقبل کی بنیاد رکھیں گے اور دونوں ممالک کی حکومتیں امن، خوشحالی اور استحکام کو عالم گیر سطح پر فروغ دینے کے لئے مشترکہ جدوجہد کر سکیں گی۔

ہمارے مشترکہ اقدار دونوں ممالک کے عوام اور حکومتوں کے عظیم تعلقات کی مضبوط بنیاد ہیں۔ یہ اقدار اور مثالی نمونے ہمیں تقویت فراہم کرتے ہیں اور ہمیں اپنی مشترکہ مقاصد کے لئے نوجوانوں کو آزاد اور کھلے معاشرے کی اہمیت کم کرنے کے لئے تشدد کا استعمال کرتے ہیں کے قابل بناتے ہیں۔ ہندوستانی عوام ملک گیر سطح پر جشن یوم جمہوریہ منانے وقت یاد رکھیں کہ امریکی عوام سے بہتر ان کو کوئی دوست اور شراکت دار نہیں ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کے تحت میں وزیر اعظم منموہن سنگھی کا جاننا وصحت یابی کا جشنی ہوں۔

ہمیں یہ یقین کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ پرانی نظریاتیں ایک دن ختم ہو جائیں گی، قبائلی لیکچریں جلد مت جائیں گی اور جوں جوں دنیا مختصر ہوتی جا رہی ہے ہماری مشترکہ انسانیت خود کو آشکارا کرے گی اور امریکہ امن و آشتی کے ایک نئے دور کی راہ دکھانے میں اپنا کردار ادا کرے۔



غریب ملکوں کے لوگوں کے لئے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر کام کریں گے تاکہ آپ کے کھیت پھل پھول سکیں اور صاف پانی میسر آئے، فاقہ زدہ جسموں اور بھوکے ذہنوں کی پرورش ہو۔ اور وہ اقوام جو ہماری طرح نسبتاً خوشحال ہیں، ہم انہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی سرحدوں کے باہر لوگوں کے مصائب کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم دنیا کے وسائل ان کو مد نظر رکھے بغیر استعمال کر سکتے ہیں۔ دنیا بدل چکی ہے اور ہمیں بھی اس کے ساتھ بدلنا ہوگا۔



ہمارے مسائل شاید نئے ہوں۔ جن وسائل سے ہم ان مسائل سے تیرا آزا ہوتے ہیں وہ بھی شاید نئے ہوں، لیکن وہ اقدار جن پر ہماری کامیابی کا انحصار ہے یعنی دیانت داری اور سخت محنت، جرات اور جائز مقابلہ، رواداری اور تجسس، وقاداری اور حب الوطنی، یہ سب وہی ہیں۔ یہ اقدار سچی ہیں۔ پوری تاریخ میں یہ اقدار ترقی کی خاموش طاقت رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سچائیوں کی طرف رجوع کیا جائے۔ ہمیں ضرورت ہے ذمہ داریوں کے ایک نئے دور کی، ہر امریکی کے لئے ایک پہچان کی کہ کچھ ذمہ داریاں ہماری اپنے اوپر بھی ہیں اپنی قوم کے لئے، اس دنیا کے لئے۔ ایسی ذمہ داریاں جو ہم کسی ہنگامہ سے نہیں بلکہ خوش دلی سے قبول کرتے ہیں اس یقین و اہمیت کے ساتھ کہ روح کی سرشاری کے لئے، ہمارے کردار کی تشکیل کے لئے اس سے زیادہ قابل اطمینان کوئی شے نہیں کہ ہم اپنا سب کچھ ایک مشکل کام پر لگا دیں۔

### یہ میری شہریت کی قیمت اور وعدہ

یہ ہمارے یقین کا منبع ہے۔ یہ علم کہ خدا تعالیٰ کا ہم سے تقاضہ ہے کہ ایک نامعلوم قدر کی صورت گری کریں۔ یہ ہماری آزادی اور ہمارے اعتقاد کا مطلب ہے کہ کیوں ہر نسل اور مذہب سے تعلق رکھنے والے خواہ تین و حضرات اور بچے اس عظیم الشان مقام پر اس تقریب کے لئے جمع ہوئے ہیں اور کیوں ایک آدمی جس کے باپ کو ساٹھ سال سے بھی کم عرصہ پہلے ممکن طور پر ایک مقامی ریستوران میں کھانا نہیں دیا جاتا اب آپ کے سامنے ایک مقدس حلف اٹھانے کے لئے کھڑا ہے۔

اس لئے ہم اس دن کو اس یاد کے ساتھ مناتے ہیں کہ ہم کون ہیں اور ہم کہاں تک آچکے ہیں۔ اس سال جب امریکہ معرض وجود میں آیا، سرد ترین مہینوں میں محبت وطن افراد کا ایک چھوٹا سا گروہ ایک مخ بیستہ دریا کے کنارے جھوموں کے قریب بیٹھے الاؤ کے پاس صلاح مشورہ میں مشغول تھا۔ دارالحکومت ترک کر دیا گیا تھا۔ دشمن پیش قدمی کر رہا تھا۔

برف خون آلود ہو چکی تھی۔ ایک ایسے لمحہ جب ہمارے انقلاب کا نتیجہ غیر یقینی تھا، ہمارے باپائے قوم نے یہ حکم دیا کہ یہ الفاظ قوم کے سامنے پڑھے جائیں:

"آئے والی دنیا کو آگاہ کر دیا جائے۔ کہ جاڑے کے عروج میں جب ماسوائے امید اور تنگی کے کچھ زندہ نہیں بچ سکتا تھا۔ کہ شہر اور ملک ایک مشترکہ خطرہ سے خبردار ہوئے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے آئے۔"

امریکہ، اپنے مشترکہ خطرات کے سامنے اور مشکلات کے جاڑے میں ہمیں ان لافانی الفاظ کو یاد رکھنا چاہئے۔ امید اور تنگی کے ساتھ ہم برفانی لہروں کا مقابلہ کریں اور چاہے کیسا ہی طوفان کیوں نہ آئے ہم حوصلہ سے برداشت کریں۔ ہمارے بچوں کے بچنے کے لئے یہ کہیں کہ جب ہم پر آزمائش آئی ہم نے اس سفر کو ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ نہ ہم نے پیٹھ دکھائی اور نہ ہمارے قدم ڈمگائے۔ اور اپنی نظریں افاق پر لگاے اور خردائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے ہم آزادی کے اس عظیم تحفہ کو لے کر آگے بڑھے اور اسے مستقبل کی نسلوں کے حوالہ کیا۔